رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ مئی و ۷ جون ۱۹۱۹ عیسوی | نمبر ۲۰-۲۱

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت ہر مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ پر تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے۔ یہ ترجمہ و تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح (رضی اللہ عنہ) کے درس سے لیے! نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے اب تک نہیں پڑھا۔ اگر نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور۔ ہدایت شفا ہے۔ قرآن کریم کے نزول کو ماہ رمضان سے خاص تعلق اور مناسبت ہے اسلیے آپ قرآن کریم پر اس ماہ مبارک میں تدبر اور تفکر کے لیے اس سلسلہ کو مفید پائیں گے۔ مندرجہ ذیل پارے تیار ہیں۔

تیسواں پارہ خصوصیت سے نہایت لطیف مضامین پر مشتمل ہے کیونکہ اس میں آخری زمانہ کے متعلق پیشگوئیاں ہیں پارہ ۲۴ لغایت ۳۰ اور پارہ نمبر ۱۵-۱۶-۱۷ تیار ہیں

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپا)

الوداعی پیغام پڑھکر سنایا جوکل کی اشاعت میں شائع کیا گیا ہے حضور انور نے اسپر مزید اضافہ فرمایا کہ باشندگان پنجاب اور اُن کے مستقبل کے متعلق مجھے اور بھی زیادہ اعتماد و یقین ہے۔کیونکہ میں اپنے عہد کا چارج سر ایڈورڈ میکلیگن کے سپرد کر رہا ہوں ۔

اس کے بعد صاحب سکرٹری نے اعلان پڑھکر سنایا۔جس کے رو سے صاحب چیف جسٹس نئے لفٹنٹ گورنر بہادر سے حلف لینے کے مجاز ہیں۔ چنانچہ حسب قاعدہ آپنے عہدۂ جلیلہ اور حضور ملک معظم سے عقیدتمندی کی حلف اُٹھائی۔اس رسم کی ادائگی کے دوران میں حاضرین جلسہ کھڑے رہے صاحب چیف سکرٹری نے چارج سرٹیفکٹ دستخط کے واسطے پیش کیے۔اسکے بعد سر ایڈورڈ میکلیگن نے لفٹنٹ گورنری کا چارج لیا اور صدارت کی نشست پر تشریف لائے سر مائیکل اوڈوائر آپکے بائیں طرف آگئے۔ نشستیں تبدیل کرتے وقت دونوں حضرات نے ہاتھ ملائے۔ جلوس اسی طرح کونسل چیمبر سے باہر آیا۔اس دفعہ سر ایڈورڈ میکلیگن جلوس کے آخر میں تھے اور سر مائیکل اوڈوائر مع چیف جسٹس کے آگے آگے جا رہے تھے :۔

(الحکم) میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ہز آنر سر ایڈورڈ میکلیگن بالقابہ پنجاب کو عنان حکومت ہاتھ میں لینے پر مبارکباد دیتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ سلسلہ احمدیہ کے حالات اور اغراض سے بخوبی واقف ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ عہد حکومت ہر طرح کے برکات اور امن کا عہد ہو۔ آمین :۔

اشتہار از اجلاس میاں عبدالمجید خاں صاحب منصف سلطان پور

مورخہ ۵ ہاڑ سمہ ۷۶

منارام ولد گنڈا مل کھتری ساکن ڈلہ ۔۔۔ مدعی

بنام برکت ولد نتھو ذات اراؤں ساکن شاہ جہانپور ۔۔۔ مدعا علیہ

دعویٰ ۵ ر

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعا علیہ دیدہ و دانستہ حاضری عدالت سے گریز کرتا ہے اور حاضر ہونا اُسکا بغرض جوابدہی مقدمہ پر لازمی ۵ ہاڑ سمہ ۷۶ کو ضروری۔ اسلیے یہ اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوکر جوابدہی کرے گا تو بہتر ورنہ اُسکے برخلاف کاروائی یکطرفہ عمل میں آویگی تحریر ۱۶ جیٹھ سمہ ۷۶

(مہر عدالت)

اشتہار از اجلاس میاں عبدالمجید خانصاحب منصف سلطان پور

واقعہ ۱۶ جیٹھ سمہ ۷۶

منارام ولد گنڈا مل کھتری ساکن ڈلہ مدعی

بنام

دولترام ولد جواہر مل کھتری ساکن ڈلہ مدعا علیہ

دعویٰ ۔ ۔ ۔

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعا علیہ کو چند دفعہ سمنات برائے اطلاع بھیجے گئے مگر وہ دیدہ دانستہ حاضری عدالت سے گریز کرتا ہے اسلیے یہ اشتہار دیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ ۵ ہاڑ سمہ ۷۶ کو حاضر عدالت ہوکر جوابدہی کریگا تو بہتر ورنہ اُسکے برخلاف کاروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔

تحریر ۱۶ جیٹھ سمہ ۷۶

(مہر عدالت)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ارشاد

اتحاد و خلّت پر

۲۳ مئی ۱۹۲۳ء کو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے جماعت میں اتحاد و خلّت کے برکات پر خطبہ پڑھا اس میں جماعت کو کو مخاطب کرکے آپنے جو ارشاد فرمایا ہیں اسکو بجنسہٖ معزز ہمعصر الفضل سے لیکر درج کردیتا ہوں۔ ان مبارک کلمات میں جو تاثیر اور جذب ہوسکتا ہے وہ دوسرے الفاظ میں کہاں؟ حقیقت میں کوئی کامیابی اور کوئی فضل کسی جماعت کو نصیب نہیں ہوسکتا جبتک وہ اتحاد و اتفاق کی برکات سے حصہ نہ لے ابنیاء علیہم السلام کے آنے کے اغراض میں یہ بات بھی داخل ہے کہ وہ ایک جماعت کو دین واحد پر جمع کرکے انمیں اتحاد و اتفاق کی روح نفخ کردیتے ہیں اور اسطرح پر وہ ان فضلوں کی جاذب ہوجاتی ہے جو جماعت کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں۔ اسلیے حضرت خلیفۃ المسیح کے اس ارشاد کو عملی رنگ میں اپنے دل جگہ دو اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین (ایڈیٹر)

میں اپنی جماعت کو متوجہ کرتا ہوں ایک وقت تھا کہ ہم میں کوئی اتفاق و اتحاد نہ تھا۔ کوئی کہیں کا تھا کوئی کہیں کا کسی کا کوئی مشرب تھا اور کسی کا کوئی مگر خدا نے اپنے نبی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہم میں اتحاد و اتفاق پیدا کیا۔ لیکن بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو اسکی پرواہ نہیں کرتے اتفاق جو ایسی قیمتی چیز ہے اور جو خدا نے مسیح موعود کے ذریعہ دی ہے۔ نادان کوشش کرتے ہیں کہ اسکو کھو دیں۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے۔ کہ یہ وہ چیز ہے۔ کہ جو دنیا کو کوشش سے بھی نہیں ملتی۔ مگر انھیں خدا نے بغیر محنت و کوشش کے محض اپنے فضل سے مفت عطا کردی ہے۔

میں خاص طور پر اپنی جماعت کو متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اسلام کو جیسے انھیں لگایا گیا ہے کوشش سے انجام دے بعض لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی جھگڑا شروع کردیتے ہیں اور ایک دوسرے کے احساسات کا خیال نہیں رکھتے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو بڑھا چڑھا کر لکھتے ہیں افسر ماتحت کو ذلیل خیال کرتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگ جس ترقی کی طرف بلائے جارہے ہیں۔ وہ حاصل نہیں کرسکیں گے۔ وہ یاد رکھیں کہ عزت و کامیابی اپنی باتوں میں نہیں بلکہ اسلام پر عمل کرنیسے ہے۔ پس چھوٹی چھوٹی خرابیاں ترک کردو۔ کیونکہ اگر یہ نہیں کروگے تو بہت بڑی قربانیاں دینی پڑینگی۔ تم نے قوموں کے حالات کو دیکھا ہے۔ اور پھر تمنے مسلمانوں کی حالت کو بھی خوب دیکھا ہے۔ تم انہیں میں سے ہو۔ دیکھو جب انمیں بادشاہت تھی تو ایک دوسرے کے متعلق یہ خیال کرکے کہ وہ اہل نہیں اسمیں بادشاہت کا اہل ہوں۔ اس کے گرانے کی کوشش کرتا تھا اور ایک قاضی یا ایک وزیر یا ایک کمانڈر انچیف دوسرے کے خلاف کوشش کرتے تھے۔ جتھے بناتے تھے۔ انکی غرض رسوخ کی خواہش ہوتی تھی۔ ورنہ یوں وہ بڑے مالدار ہوتے تھے۔ پس وہ اتنی چھوٹی سی قربانی نہیں کرسکتے تھے۔ مگر آج دیکھ لو انکی کوئی حکومت نہ رہی کیونکہ انکی کوئی حکومت نہ رہی کیونکہ اُنھوں نے اپنی اغراض کو مقدم کیا اور صرف رسوخ کے لیے جماعت میں تفرقہ ڈالا۔ اب ہندوؤں کی حکومتیں ہیں دیکھ لو۔ بدھوں کی خود مختار سلطنت چین میں ہے۔ جاپان میں ہے۔ مگر مسلمانوں کی ایک بھی خود مختار سلطنت نہیں۔ ترکی تھی۔ وہ بھی جا چکی ہے۔ افغانستان میں باقی تھی وہ اب جائیگی۔ ایران کی

ایسی ذلیل حالت ہے کہ ہندو سوداگروں سے بھی گیا گزرا ہے۔ اسکو ۵ لاکھ روپیہ قرض کی ضرورت تھی۔ جس کے لیے ضامن طلب کیا جاتا تھا۔ آج بمبئی میں ایسے ایسے تاجر ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو انکی ذات پر بھروسہ کرکے لوگ ۵۰۔۵۰ لاکھ روپیہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ ابھی ہماری سرکار برطانیہ کو جنگ کے دوران میں ضرورت پڑی سرسہ کے ایک سیٹھ نے ایک کروڑ دس لاکھ روپیہ قرضہ دیدیا۔ مگر اس کے مقابلہ میں ایران کی سلطنت ہے کہ وہ ۱۵ لاکھ روپیہ قرض مانگتی ہے تو اس سے ضامن مانگا جاتا ہے۔ سوداگروں کی اسقدر بڑی ساکھ ہے مگر اس مسلمانوں کی سلطنت کی نہیں۔ یہ نتیجہ ہے اس بات کا کہ انھوں نے وقت پر چھوٹی چھوٹی قربانیاں نہ کیں تو اب ان کا یہ حشر ہوا:۔

پس اخلاق سیکھو۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑنا چھوڑدو۔ اتفاق واتحاد کیسے پیدا ہو سکتا ہے جبکہ تم ایک شخص پر تلوار چلاؤ اور پھر توقع رکھو کہ وہ تمہارا بھائی بنا رہے گا۔ ایک شخص تمہارے پاس آئے اور تم اسکو ذلیل خیال کرو۔ تو وہ کب تم سے محبت کرسکتا ہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے کہ انسان ذلیل کرنے والے اور تکلیف پہنچانے والے سے محبت نہیں کرسکتا جبتک تم دوسرے کے آئے محبت سے نہیں جھکوگے اور اخلاق فاضلہ سے پیش نہیں آؤگے اور دوسرے کی تکلیف کو اپنی تکلیف نہیں خیال کروگے اتفاق پیدا نہیں ہوسکتا۔ ایک شخص محبت سے بات کرنے اور خندہ پیشانی سے ملنے۔ یا کسی دوسرے بھائی کو فائدہ پہنچتا ہو اس سے گریز کرے تو اس کیسے محبت ہوسکتی ہے۔ اس میں مفت کرم داشتن ہے۔ اگر ان باتوں کی پرواہ نہیں کروگے تو وہ اتحاد و اتفاق جو خدا کے فضل سے پیدا ہوگیا ہے ضائع ہوجائیگا۔ اب تمہاری چھوٹی سی قربانی بڑے بڑے فوائد پیدا کرسکتی ہے تم اب اسلام کا مرکزی پتھر ہو۔ اگر تم کج ہوگے تو آئندہ نسلیں بہت ہی کج ہونگی اور ساری عمارت ہی ٹیڑھی ہوجائے گی۔ اس لیے چھوٹی کجی کو بھی چھوٹا نہ سمجھو تم اپنے اخلاق کو درست بناؤ۔ تم اپنے بھائیوں سے محبت سے پیش آؤ۔ اور کسی بھائی کی خاطر اگر تکلیف برداشت کرنا پڑے تو کرو۔ اگر تم ایسے ہوگے تو آئندہ تمہاری مثال اختیار کی جائیگی۔ ورنہ آئندہ تم لوگوں کے لیے ابتلا کا باعث ہوگے۔ اگر تمہاری حالت خراب ہوگئی تو لوگ تمہارا ہی نمونہ پکڑیں گے۔ کیونکہ تم پہلوں اور پچھلوں کے درمیان حائل ہوگئے ہو۔ اگر تمہاری حالت اچھی ہوئی اور تمہارے نمونہ عمدہ ہوئے تو تم مبارک ہو۔ اگر تمہاری حالت اچھی نہ ہوئی تو تمہاری گندی مثالوں سے لوگ خراب ہونگے۔ پس اپنے اخلاق درست کرو۔ اور اسلام کے لیے ایک بے نقص بنیادی پتھر رکھو تاکہ تمہارے ذریعہ جو اسلام کی عمارت تیار ہو اس میں داخل ہوکر لوگ نجات حاصل کریں اور ہلاکتوں سے بچیں۔ تمہارے اخلاق ایک دوسرے کے لیے ابتلا کا باعث نہ ہوں بلکہ بھلائی کا موجب ہوں۔ اور تمہارے اعمال سے لوگ ابتلا میں نہ پڑیں بلکہ تمہارے اعمال سے لوگ مثال پکڑیں۔ آمین

چنے کا نرخ

ہم گذشتہ اشاعت میں یہ خبر شائع کرچکے ہیں کہ گورنمنٹ نے آئندہ مہینوں میں گندم کی اس مقدار میں جو پنجاب سے باہر دیگر صوبوں میں بھیجی جاتی تھی بہت کمی کردی ہے ہمیں اطلاع ملی ہے کہ چنے کے متعلق بھی اسی قسم کی بندش عاید کی جائیگی۔ چنے کی مقدار برآمد میں بہت زیادہ کمی کی منظوری دی گئی ہے یعنی گذشتہ مہینوں میں جس قدر چنا دیگر صوبجات میں بھیجا جاتا تھا

ماہِ صیام

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

اللہ تعالیٰ کے فیوض و برکات کا نزول اس مبارک مہینے کے ساتھ ایک خاص نسبت رکھتا ہے اور وہ برکات خاصہ جو روحانیت سے تعلق رکھتی ہیں انکو روزے کے ساتھ جو مناسبت ہے وہ ایک بدیہی امر ہے **انبیاء علیہم السلام** کی زندگی میں یہ راز خاص طور سے مشاہدہ میں آتا ہے کہ انہوں نے **انوار نبوۃ** کے نزول سے پیشتر ان مجاہدات سے ضرور حصہ لیا ہے جو روزہ سے **مخصوص** ہیں۔ مجھے ضرورت نہیں کہ انبیاء **علیہم السلام** کی زندگیوں میں اس اسوہ اور **عمل** کی تاریخی حیثیت سے بیان کروں حضرت **مسیح موعود علیہ السلام** نے **انوار سماوی** کے استقبال کے خود ۶ ماہ تک روزہ کا ایک خاص مجاہدہ ایک بزرگ کے اشارہ پر کیا تھا چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ خود فرماتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود اور روزہ کا مجاہدہ

"حضرت والد صاحب کے زمانہ ہی میں جبکہ اُن کا زمانہ وفات سے بہت نزدیک تھا۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھکو خواب میں دکھائی دیا۔ اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر **روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لیے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے** ۔ اسبات کی طرف اشارہ کیا کہ میں **اس سنت اہل بیت رسالت کو بجالاؤں** سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا۔ مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اس امر کو مخفی طور پر بجالانا بہتر ہے۔ پس میں نے یہ طریق اختیار کیا کہ گھر سے مردانہ نشستگاہ میں اپنا کھانا منگوانا اور پھر وہ کھانا پوشیدہ طور پر بعض یتیم بچوں کو جن کو میں نے پہلے تجویز کر کے وقت پر حاضری کے لیے تاکید کردی تھی۔ دے دیتا اور اسی طرح تمام دن روزہ میں گزارتا اور بجز خدا تعالیٰ کے ان روزوں کی کسی کو خبر نہ تھی پھر دو تین ہفتہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایسے روزوں سے جو ایک وقت میں پیٹ بھر کے روٹی کھا لیتا ہوں مجھے کچھ بھی تکلیف نہیں۔ بہتر ہے کہ کسی قدر کھانے کو کم کروں سو میں اس روز سے کھانے کو کم کرتا گیا یہاں تک کہ تمام رات دن میں صرف ایک روٹی پر کفایت کرتا اور اسی طرح کھانے کو کم کرتا گیا۔ یہاں تک کہ صرف چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد میری غذا تھی۔ غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا۔ اور باوجود اس قدر قلت غذا کے کہ دو تین ماہ کا بچہ بھی اس پر صبر نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے ہر ایک بلا سے اور آفت سے محفوظ رکھا اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں گزر چکے ہیں اُن سے ملاقات ہوئی۔ ایکدفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معہ حسنین و علی رضی اللہ عنہم و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا اور یہ خواب نہ تھی بلکہ ایک بیداری کی قسم تھی۔ غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں۔ جن کا ذکر کرنا موجب طوالت ہے اور علاوہ اسکے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستاں طور پر نظر آتے تھے۔ جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے۔ جن میں بعض چمکدار سپید اور بعض سبز اور بعض سرخ تھے۔ انکو دل سے ایسا تعلق تھا کہ انکو دیکھکر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا۔ اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہ ہوگی۔ جیسا کہ انکو دیکھکر دل اور روح کو لذت آتی تھی

میرے خیال میں ہے کہ دوستوں اور خدا اور بندہ کی محبت کی ترتیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کیے گئے تھے۔ یعنی وہ ایک نور تھا۔ جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہو گئی ہے یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا کو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جن کو ان امور سے خبر ملتی ہے

غرض اس مدت تک روزہ رکھنے سے جو میرے پر عجائبات ظاہر ہوئے وہ انواع و اقسام کے مکاشفات تھے۔ اور ایک فائدہ مجھے یہ حاصل ہوا کہ میں نے ان مجاہدات کے بعد اپنے نفس کو ایسا پایا کہ میں وقت ضرورت فاقہ کشی پر زیادہ سے زیادہ صبر کر سکتا ہوں میں نے کئی دفعہ خیال کیا کہ اگر ایک موٹا آدمی جو علاوہ فربہی کے پہلوان بھی ہو میرے ساتھ فاقہ کشی کیلیے مجبور کیا جائے۔ تو قبل اسکے کہ مجھے کھانے پینے کے لیے کچھ اضطرار ہو وہ فوت ہو جائے۔ اس سے مجھے یہ بھی ثبوت ملا کہ انسان کس حد تک فاقہ کشی میں ترقی کر سکتا ہے اور جب تک کسی کا جسم ایسا سختی کش نہ ہو جائے۔ میرا یقین ہے کہ ایسا تنعم پسند روحانی منازل کے لائق نہیں ہو سکتا۔

لیکن میں کسی کو یہ صلاح نہیں دیتا کہ ایسا کرے اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ میں نے کئی جاہل درویش ایسے بھی دیکھے ہیں جنھوں نے شدید ریاضتیں اختیار کیں اور آخر یبوست دماغ سے وہ مجنون ہو گئے اور بقیہ عمر انکی دیوانہ پن میں گزری یا دوسرے امراض سل یا دق وغیرہ میں مبتلا ہو گئے۔ انسانوں کے دماغی قویٰ ایک طرز کے نہیں ہیں۔ پس ایسے اشخاص جنکے فطرتاً قویٰ ضعیف ہیں ان کو کسی قسم کا جسمانی مجاہدہ موافق نہیں پڑ سکتا۔ اور جلد تر کسی مہلک بیماری میں پڑ جاتے ہیں۔ سو بہتر ہے کہ انسان اپنے نفس کی تجویز سے اپنے تئیں مجاہدہ میں نہ ڈالے اور دین العجائز اختیار رکھے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی الہام ہو اور شریعت غرا اسلام سے منافی نہ ہو۔ تو اسکو بجالانا ضروری ہے۔ لیکن آجکل کے اکثر نادان فقیر جو مجاہدات سکھاتے ہیں۔ ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ ان سے پرہیز کرنا چاہیئے +

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف طور پر یہ اعتراف کیا ہے کہ یہ روزہ

سُنت خاندان نبوت ہے

غرض آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دوسرے نبیوں کی زندگی میں یہ **اسوہ** ایک خاص مجاہدہ کا اسوہ ہے۔ اور ہر قوم میں کسی نہ کسی حد تک **روزہ** کی عبادت فرض کی گئی ہے۔

روزہ ایک سالانہ عبادت اور فرض ہے

جو عبادات اور مجاہدات اسلام نے انسان کے لیے فرض کی ہیں۔ ان میں سے بعض روزانہ ہیں بعض ہفتہ وار اور بعض سالانہ عبادات اور فرائض میں سے اور بعض جسمانی ہیں اور بعض مالی اور بعض ان دونوں کی مشترکہ زکوٰۃ فریضہ مالی ہے۔ روزہ فریضہ جسمانی اور حج ان دونوں کا مجموعہ ہے روزہ اگرچہ سالانہ عبادت اور فریضہ جسمانی ہے۔ مگر اس کا اثر اور نتیجہ انسان کے اعمال و افعال پر اگر صدق دل سے جیسے کہ اس کا حق ہے بجالایا جاوے پڑتا ہے۔ کیونکہ روزہ کو انسان کی تطہیر اور تزکیہ سے خاص تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے خود روزہ کی علت غائی بھی بیان فرمائی ہے۔

لعلکم تتقون

تاکہ تم متقی ہو جاؤ:-

حقیقت میں روزہ انسان کو اعمال صالح کی ایسی تحریک کرتا ہے۔ کہ انسان کا کامل تزکیہ ہو سکتا ہے۔ جو شخص حلال اور طیب اشیاء کو خواہ کھانے پینے سے متعلق ہوں یا معاشرۃ سے وابستہ ہوں محض خدا کی رضا کیلیے ایک خاص وقت تک چھوڑ سکتا ہے ناممکن ہے کہ **وہ محرکات کی طرف رجوع کرے۔**

لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہم **حقیقت صوم** سے غافل ہوتے ہیں ہمارے روزے ہماری نمازیں ایک رسم اور تکلف کا نمونہ ہوتی ہیں اسی لیے ان برکات اور فیوض سے محروم رہ جاتے ہیں (اللھم لا تجعلنا منھم۔ آمین)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **حقیقت صوم** ہی کو زیر نظر رکھکر فرمایا تھا کہ جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب سے رکھے اس کے اگلے گناہ معاف ہو گئے

جب روزہ میں یہ قوت ہے کہ وہ پہلے گناہوں کی معافی کا موجب ہو سکتا ہے تو یہ لازمی امر ہے کہ آئندہ گناہ کے جذبات اور ذرت کو مٹا دیتا ہے۔

ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کی گناہ آلود زندگی پر ایک موت طاری ہو جائے اور اس میں سعادت اور نیکی کا نشو و نما ہو۔ اس کے لیے روزہ ایک خاص ذریعہ ہے۔ کیونکہ یہ انسان کے تمام گناہوں اور جذبات پر موثر ہے۔ جو انسان کے کسی بھی عضو سے متعلق ہوں زبان۔ کان۔ آنکھ۔ ہاتھ۔ پاؤں وغیرہ تمام اعضاء پر یہ حکومت و اقتدار عطا کرتا ہے اور ان تمام خطاکاریوں سے بچاتا ہے جو انسان مال کے لالچ کی وجہ سے کر گزرتا ہے۔ غرض یہ واقعہ ہے کہ اگر انسان **ایمان اور احتساب** سے **روزے** رکھے یقیناً اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ؂

روزہ کے اغراض کے بیان کی تکمیل کے لیے اتنا کہدینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

اول لعلکم تتقون دوم لتکبروا اللہ علے ما ھدٰکم سوم لعلکم تشکرون گویا ایسے روزے کی تثلیث کہنا چاہیے۔ اتقاء و تکبر و تقدس اور شکر بس یہ ضروری بات ہے کہ ہم اپنے **اعمال** میں اس روح کو پیدا کریں اگر صدق و اخلاص ہمارے اعمال کی روح نہیں تو یقیناً وہ ایک چھلکے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے بلکہ کچھ بھی نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی طرف ارشاد کیا کہ

کتنے روزہ دار ہیں جنکو روزہ کے بجز بھوکا مرنے کے اور کچھ حاصل نہیں اور کتنے ہی تہجد گذار ہیں کہ انھیں بجز شب بیداری کے اور کچھ نہیں

اس لیے یہ ضروری ہے کہ ہمارے اعمال محض تکلیف و تکلف کا ہی ذریعہ نہ ہوں بلکہ ان سے وہ سکون و تسلی پیدا ہو جو یہ عمل صالحہ کا نتیجہ صحیحہ ہے۔

میں نے بتایا ہے کہ اغراض روزہ میں اتقا جز و اعظم ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسان ہر قسم کے ان جذبات و اعمال سے بچتا رہے۔ جو انسان کو تقرب الی اللہ سے روکتے ہیں اسکی نفسانی خواہشوں اور سفلی آلائشوں کو پیدا کر دیتے ہیں پس تمام نفسانی آلائشوں سے جسم اور روح کو پاک رکھنے والے کا نام تقویٰ ہے جب یہ بات حاصل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی تکبر و تحمید اور تقدیس شکر لازمی چیز ہے۔ جو پیدا ہو جائے گی

مت سمجھو کہ محض بھوک و پیاس کی برداشت کا نام روزہ ہے؟ ہرگز نہیں میں نے ابھی بتایا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے بھوکے رہنے والوں کا ذکر فرمایا۔

مت خیال کرو کہ صرف جوجوارح پر پابندیاں

عاید کرنے سے ہم حقیقی معنوں میں روزہ دار کہلائیں گے؟
ہرگز نہیں۔ اس لیے کہ سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
روزہ کھانے پینے سے پرہیز کا نام نہیں بلکہ لغو اور عمل شر
سے پرہیز کا نام روزہ ہے۔

مت خیال کرو کہ قول زور۔ عمل بد و طغیانِ عمل
حقیقتِ صوم کو باطل نہیں کرتے؟ مخبر صادق صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
جو حالت صوم میں کذب و زور اور اعمال جہالت کو نہیں چھوڑتا
تو ایسے شخص کے لیے خدا کو کچھ ضرورت نہیں کہ وہ خدا کے
لیے بیکار اپنا کھانا پینا چھوڑ دے ÷

پس

خوب سمجھ لو کہ حقیقت روزہ تم سے کیا مطالبہ کرتی ہے
وہ تمہیں ملکوتی صفات سے متصف کر دینا چاہتی ہے۔
**جو کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں خدا کی عبادت و بندگی
انکی زندگی ہے۔**

یہی کیفیت روزہ سے پیدا کرنی مقصود ہے پس
اس ماہ مبارک سے یہ کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کرنی
چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ
کے متعلق وہ عظیم الشان بشارتیں دی ہیں اول یہ کہ انسان
کے تمام اعمال اسکے لیے ہیں مگر روزہ میرے لیے ہے۔
میں اسکی جزا ہوں۔ دوم فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے
حقیقت میں بے شبہ روزہ ڈھال ہے جو آخرت
میں عذاب جسم سے بچاتا ہے دنیا میں ہر قسم کی شرارت
و شیطنیت سے۔ اور اس عمل کا کیا کہنا جس کی
جزا خود ذات باری ہو۔ مبارک وہ جو عرصہ عمل
و حرکت تک اس سحر کو لیکر آتا ہے اور مبارک شدہ
جسکے اعمال کی جزا رب العالمین ہو ÷

اللھم اجعلنا عنھم (آمین)

احکام صیام

مناسب ہے کہ روزہ کی حقیقت و علت غائی کے بیان
کے بعد ضروری احکام بیان کر دیئے جاویں ÷

اس امر کو کبھی فراموش کرنا نہیں چاہیے کہ اسلام آسانی
کا دین ہے وہ انسان پر تکلیف مالا یطاق کا بوجھ
لادنا نہیں چاہتا۔ اس لیے فرمایا گیا ہے الدین یسر اور
اللہ تعالیٰ نے مومنین کو آپ یہ تعلیم فرمائی ربنا لا تحملنا
مالا طاقۃ لنا بہ اے ہمارے رب جس بار گران کی
اُٹھانے کی ہمیں طاقت نہیں وہ ہم پر (اور بارہا)
قرآن مجید نے یہ دعویٰ کیا لا یکلف اللہ نفسا الا
وسعھا خدا تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف
نہیں کرتا بلکہ عجیب تر بات یہ ہے کہ روزہ ہی کے احکام
میں فرمایا یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر
اللہ تعالیٰ تمھارے لیے آسانی پسند کرتا ہے۔ تنگی کا ارادہ نہیں
فرماتا۔ پس ایک طرف تو روزہ بجائے خود ایک مشقت اور
مجاہدہ ہے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خدا
تعالیٰ آسانی کا ارادہ فرماتا ہے۔

تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ روزہ میں کیا آسانیاں زیر نظر
ہیں؟ لاریب یہ ایک سوال ہے جو فطرتاً پیدا ہوتا
ہے۔ لیکن اس سوال کا جواب اسلام کی عظمت اور
کمال کی دلیل ہے۔

اوّل روزہ خود ایک آسانی ہے۔ اس مجاہدہ سے
انسان عیاشی اور اسراف سے نجات پا جاتا ہے
اور غیر ضروری تکلفات کرنے سے خلاصی ملتی ہے۔

دوم: اسلام نے برخلاف دوسرے مذاہب کے
تعذیب جسمانی کو عبادت قرار نہیں دیا جیسا کہ
دوسرے مذاہب نے عقوبت جسمانی کو عبادت کا مرتبہ

دیدیا۔ جوگی۔ سنیاسی۔ راہب۔ اور غلط کار صوفی بھی ایسی ریاضتیں اور مشقتیں کرتے ہیں۔ جن کا اثر روح اور تزکیہ نفس پر کچھ نہیں ہوتا۔

اور خود، روزہ کے متعلق بعض مذاہب میں ایسی پابندیاں تھیں کہ انسانی ضرورت وقوت سے بالاتر تھیں اسلیے اسلام نے ان تمام کو دور کر کے **سب سے اول روزے کے لیے تحدید اوقات کی۔**

بعض لوگ صائم الدہر رہنا اعلیٰ درجہ کی بات سمجھتے تھے یا یہودیوں میں صرف ایکوقت کھانا کھا سکتے تھے۔ اسکے بعد دوسرے روز کے افطار تک کچھ نہ کھاتے اور اگر افطار کے بعد کھانا کھانے کے بغیر نیند آجاوے تو کھانا جائز نہ تھا۔

اس قسم کے قیود کو اسلام نے اُٹھایا اور روزہ کے لیے وقت مقرر کیا اور دائمی روزہ کو منع کر دیا صرف ایک مہینے کے روزے فرض کیے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمایا ہے۔

"جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے کبھی روزہ نہیں رکھا"

یہاں سے صیام کے احکام شروع ہوتے ہیں۔ کیونکہ روزہ کے لیے ایک مہینہ مقرر ہے۔

ماہ رمضان کب شروع ہوتا ہے

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان کا چاند دیکھکر روزے رکھنے شروع کرو۔ اگر ابر ہو تو شعبان کے پورے تیس دن پورے ہونے کے بعد ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا۔ دوسرے شہر والوں پر جہاں تک اختلاف مطالع نہ ہو حجت ہے اور تار خبر معتبر ہے۔ اعتبار کی وہی صورت ہے جو عام معاملات میں ہوتی ہے۔

نیت اور سحری

روزے کے لیے نیت ضروری ہے اور نیت دل کے ارادہ کا نام ہے۔ افق مشرق پر سیاہ دھاری سے سفید دھاری شمالاً جنوباً ظاہر ہونے تک کھانا پینا جائز ہے۔ سحری اور نماز فجر میں بالعموم پچاس آیت کے پڑھنے کا وقفہ ہوتا تھا۔ پو پھٹنے کے بعد تک جنبی رہنا منع ہے۔ جو لوگ گھڑیوں سے کام لیتے ہیں وہ اتنا سمجھ لیں کہ طلوع آفتاب سے غالباً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تک صبح صادق سمجھ لیں۔ اس لیے طلوع آفتاب کے ساتھ گھڑی کو ملا لیا جاوے۔ سحری ٹھیک وقت پر کھائی جاوے اور اسکے بعد سو رہنے کی عادت کو ترک کر دینا چاہیے۔ یہ سخت مضر اور گونہ مبطل اعمال ہے۔

روزہ کے آداب

روزہ صرف کھانا پینا چھوڑ دینے کا نام نہیں۔ روزہ دار جھوٹ باطل۔ لغو۔ جھوٹی قسم دیگر ناجائز امور سے پرہیز کرے نہ فحش بکے نہ جھگڑا کرے۔ اگر کوئی کرے تو کہدے تو کہدے کہ میں روزہ دار ہوں غرض ہر قسم کی لغویات اور منہیات سے بچتا رہے جبکہ حلال وطیب کھانے پینے سے اور جماع سے رکا ہے تو لغویات کا ارتکاب کیوں کرے :-

روزہ کھولنے کا وقت

روزہ کے کھولنے میں غیر معمولی دیر جائز نہیں۔ سورج کی ٹکی ڈوبنے اور مشرق کیطرف رات چڑھنے پر روزہ کھولدینا چاہیے۔ روزہ کھولنے کے وقت یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ذَھَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ :-

کھجور یا چھوہارے سے روزہ کھولنا اچھا ہے نہ ملے تو پانی سے افطار کے لیے تکلفات کا انتظام عصر سے شروع کر دینا غیر ضروری اور فضول ہے اور اکثر حقہ نوش روزہ دار حقہ سے روزہ کھولتے ہیں یہ تو نہایت ہی لغو اور بیہودہ ہے روزہ دار کے مونھ کی بو کستوری سے بہتر

80

گر حقہ سے روزہ کھولنے والے اپنے مونھ کو اغلظ بناتے ہیں اس کو چھوڑ دینا چاہیے روزہ تو حقہ اور افیوں وغیرہ لغویات کے چھڑانے کا بہتر ذریعہ ہے

روزہ کن باتوں سے ٹوٹ جاتا ہے

عمداً کھانے پینے اور جماع سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس کا کفارہ ۶۰ روزے یا ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے کلی کرتے ہوئے پانی اندر چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اسکی قضا لازم ہے غروب آفتاب کی غلطی کا علم بعد میں ہو تو اسکی قضا بھی لازم ہے:-

کن باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

اپنی بیوی کا بوسہ لے احتلام ہو جائے یا سرمہ لگائے مسواک کرے خشک ہو یا تر آنکھوں میں دوائی ڈالے۔ خوشبو سونگھنے۔ بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ سرمہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے دن کو لگانا مکروہ ہے۔

کون روزہ رکھنے سے معذور ہیں

بیہوشی۔ حمل۔ بچہ کو دودھ پلانا۔ جیلخانہ یہ ایسے عذر ہیں کہ بعد میں قضا لازم آتی ہے

حاملہ اور مرضعہ کو وقت نہ ملے تو فدیہ طعام مسکین دے مسافر بھی دوسرے وقت روزہ رکھے۔ سات کوس کا سفر ہے مگر جس کا فرض منصبی یا پیشہ ہو وہ مسافر نہیں مریض صحتیاب ہو کر روزہ رکھے۔ مرض کی تحدید نہیں دائم المریض۔ شیخ فانی ہر روزہ پر ایک مسکین کو دونوں وقت کھانا دے۔ عورت بحالت حیض روزہ نہ رکھے قضا کرے۔ استحاضہ والی روزہ رکھ لے۔ جو کام بطور پیشہ کیے جاتے ہیں ان کے عذر سے روزہ چھوڑنے کا حکم نہیں:-

قیام رمضان

قیام رمضان جسے عام طور پر لوگ تراویح کہتے ہیں کوئی الگ نماز نہیں بلکہ تہجد ہی کی نماز ہے۔

قیام رمضان کے تین طریق صحابہ میں مروّج تھے۔

سب سے افضل جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اول تک رہا کہ اپنے اپنے گھروں میں نماز تہجد پڑھتے تھے۔

۱۱ رکعت مع وتر۔ پھر سحری سے پہلے باجماعت ۸ رکعت اور تین وتر۔ تیسرے درجہ پر عشاء کے بعد ۱۱ رکعت باجماعت قرآن مجید سنیں۔ بیس رکعت بھی صحابہ نے پڑھی ہیں اور اس پر قطعاً صحابہ کرام نے انکار نہیں کیا:-

قادیان میں ان تینوں صورتوں پر عمل ہوتا ہے اور عام طور پر ۱۱ رکعت پڑھی جاتی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ روزے کے متعلق ضروری مسائل کا ذکر آگیا ہے اگر کسی مزید تصریح کی ضرورت ہوگی تو انشاء اللہ آئندہ ہو سکے گی بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں حقیقت صوم پیدا کرے اور یہ رمضان ہمارے لیے برکات اور فیوض کا ذریعہ ہو۔ آمین + +

اطلاع

۷ مئی کا الحکم طبع ہو چکا تھا کہ مجھے لاہور جانا پڑا۔ اور میں ۲۶ کو واپس آیا اسوجہ سے اخبار اکٹھے روانہ ہو سکے **رمضان** کیوجہ سے بھی دو دو پرچے اکٹھے شائع ہونگے:-

ناظرین مطلع رہیں اور سالانہ قیمت کے لیے جو وی پی جاری ہو رہے ہیں وصول فرما کر ممنون فرمادیں:-

(ایڈیٹر)

سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

قادیان میں

قارئین الحکم اسبات سے بخوبی واقف ہیں کہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب خلف الرشید ڈاکٹر سیّد ستار شاہ صاحب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں تحصیل علوم عربیہ کے لیے جناب شیخ عبد الرحمن صاحب کے ساتھ مصر بھیجے گئے تھے مگر جنگ شروع ہو جانے کے بعد ہماری جماعت انکے حالات سے محض ناواقف تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو جو تڑپ شاہ صاحب کے حالات معلوم کرنے کیلیے تھی اسکا اندازہ الفاظ میں نہیں ہو سکتا۔ مختلف ذرائع سے خط وکتابت کیگئی۔ لیکن ہمکو کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ شاہ صاحب کہاں ہیں۔ برٹش ایجنسی قاہرہ کے توسط اور امریکن قونصل اور مسلم ورلڈ کے ایڈیٹر کے ذریعہ پتا لگایا گیا مگر کامیابی نہ ہوئی

۱۰ رمئی ۱۹۱۹ء کو یکایک یہ خبر پہنچی کہ شاہ صاحب لاہور لائے گئے ہیں۔ جس پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالٰی بنصرہٖ نے بلا توقف ایڈیٹر الحکم اور حضرت مولوی شیر علی صاحب کو بلا کر حکم دیدیا کہ لاہور جا کر شاہ صاحب کے متعلق حکام مجاز سے ملکر اصل حالات کا اظہار کیا جاوے۔ اور اگر اونکی رہائی کسی ضمانت و ذمہ داری سے وابستہ ہو تو ہر قسم کی ذمہ داری اور ضمانت کے لیے سلسلہ کو پیش کر دیا جاوے۔ اس سے حضرت خلیفۃ المسیح کے اس تعلق اور درد کا پتہ لگتا ہے جو آپکو اپنے خدام سے ہے۔ لاہور جا کر افسران مجاز کی اجازت سے شاہ صاحب سے ملاقات کرنے پر معلوم ہوا کہ اُنھوں نے اپنے تمام سفر میں سلسلہ احمدیہ کی اُن ہدایات کو جو حکومت برطانیہ کے ساتھ وفاداری اور فرمانبرداری کی ہیں پورے طور پر زیر نظر رکھا اس میں کچھ شک نہیں کہ ٹرکش آفیسروں اور جرمن ایجنٹوں نے کثیر التعداد روپیہ کا لالچ دیکر انھیں اپنے ساتھ ملانا چاہا۔ مگر اونھوں نے ایک منٹ کے لیے بھی حکومت انگریزی سے غداری کو جائز نہیں سمجھا۔ یہ بہت بڑی فتح سلسلہ عالیہ کے اثرات کی ہے۔

ایک شخص بالکل غیروں کے قبضہ میں رہکر اور انکی سوسائٹی میں ہر قسم کی عزت کو حاصل کرنے کی ترغیبات اپنے سامنے پاکر بھی جب انگریزی سلطنت سے (ایسی حالت میں کہ وہ اپنے ملک سے دور احباب سے الگ اور بالکل دشمنوں ہی کے نرغہ میں ہو) وفاداری کے جذبات کا اظہار کرتا ہے تو یہ معمولی بات نہیں شاہ صاحب کو کسی چیز نے جادہ اعتدال سے ہلنے نہیں دیا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ آنکی بہت بڑی سیاسی خدمت ہے۔ جب شام کی حکومت سرکار انگریزی کے قبضہ میں آئی تو شاہ صاحب محض شبہ کی بنا پر قاہرہ لائے گئے اور وہاں سے ہندوستان اور ۲۶ رمئی کو خدا کے فضل اور رحم سے وہ قادیان پہنچ گئے۔ اس عرصہ میں شاہ صاحب کو ذاتی طور پر حکومت انگریزی کے عمّال اور حکام سے واسطہ پڑا۔ شاہ صاحب نے ظاہر کیا ہے کہ اس عرصہ میں انگریزی حکام نے نہایت عزت و احترام کیساتھ انھیں رکھا اور ہر ممکن آرام و آسائش کا انکے لیے انتظام کیا۔ اس حسن سلوک نے انکے دل میں برٹش حکومت کے لیے پہلے سے بھی زیادہ عزت اور محبت پیدا کر دی ہے۔ لاہور میں جن حکام سے اس سلسلہ میں مجھکو اور مولوی شیر علی صاحب اور

مکرمی چودھری ظفر اللہ خان صاحب کو ملنا پڑا انھوں نے نہایت توجہ اور محبت سے ہماری باتوں کو سنا اور ہمیں یقین دلایا کہ ہر طرح سے وہ شاہ صاحب کے آرام اور آسایش کا خیال رکھتے ہیں اور ہم نے بچشم خود دیکھا کہ فی الحقیقت نہایت احترام سے اُنکو رکھا گیا تھا - برٹش گورنمنٹ کی یہ فیاضی اور عالی حوصلگی ہمارے جذبات **وفاداری** کو بہت ہی مستحکم کرنے والی ہے - شاہ صاحب کو ہماری خواہش کے موافق قادیان بھیجدینے میں ذرا بھی تامل نہیں کیا گیا - جسکے لیے ہم محکمہ سی - آئی ڈی کے افسروں اور پنجاب گورنمنٹ کے شکر گزار ہیں :-

شاہ صاحب کے سفر کے حالات عجیب و غریب ہیں اور انشاء اللہ العزیز وہ الحکم میں سلسلہ وار بہ چھپ سکیں گے - ۲۶ مئی ۱۹۲۰ء کو شاہ صاحب قادیان پہنچ گئے حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی جماعت کو بکثرت دور سے آنیوالے اپنے مخلص عقیدت کیش کا استقبال کیا - اور نہایت محبت سے معانقہ کیا قادیان کی احمدی آبادی شاہ صاحب کی واپسی پر بے حد خوش ہے شاہ صاحب کی واپسی محض اُن دعاؤں کا نتیجہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح اور آپکی جماعت اُنکے لیے کرتی تھی - ورنہ اسباب اور حالات ایسے تھے کہ وہ واپس نہ آسکتے - یہ خدا کے فضلوں اور **قبولیت دعا کا ایک کرشمہ ہے** - میں حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب اور اُنکے تمام خاندان کو **سید زین العابدین** کی واپسی پر مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ سلسلہ کے لیے ہر طرح مفید اور بابرکت وجود ثابت ہوں - آمین

پنجاب کے جدید لاٹ

ہز آنر سر ایڈورڈ میکلیگن بالقابہ

سر مائیکل فرانسس اوڈوائر جی سی آئی ای - کے سی ایس آئی - کا شاندار دور حکومت پیر کی شام تکمیل کو پہنچا - جبکہ آپنے اپنے عہدہ جلیلہ کا چارج اپنے نامور جانشین سر ایڈورڈ میکلیگن کے سی آئی ای - سی ایس آئی کے سپرد کیا - آپنے پنجاب اور ملحقات کی لفٹنٹ گورنری کا چارج لیتے ہوئے رسم حلف ادا کی پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ لفٹنٹ گورنری کا چارج لینے کی تقریب رسم کے ساتھ ادا کی گئی ہے - یہ دلچسپ تقریب گورنمنٹ ہاؤس کے کونسل چیمبر میں معزز سول اور فوجی افسروں اور دیگر یورپین اور ہندوستانی سربرآوردہ اصحاب کی موجودگی میں سنائی گئی :-

ساڑھے چھ بجے سر مائیکل اوڈوائر کونسل چیمبر میں داخل ہوئے آپکے آگے آگے آپکا ذاتی سٹاف - صاحب چیف جج اور سر ایڈورڈ میکلیگن تھے - سر مائیکل اور سر ایڈورڈ صبح کے لباس میں تھے آپ کے سینوں پر خطابات کے تارے درخشاں تھے صاحب چیف جسٹس نے خاص لباس اور روگ پہنا ہوا تھا - صاحب چیف سکرٹری اور سٹاف سفید وردی زیب تن کیے ہوئے تھے سر مائیکل اوڈوائر صدر کی نشست پر رونق افروز ہوئے + صاحب چیف جسٹس آپ کے دائیں اور سر ایڈورڈ آپکے بائیں پہلو پر تشریف فرما ہوئے +

صاحب چیف سکرٹری نے سر مائیکل اوڈوائر کا